



کلاس: 12th

مضمون: اردو (حصہ نظم)

نظم 1: حمد

مولانا ظفر علی خان (1873ء تا 1956ء)

❖ خلاصہ:

یہ حمد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رحمت، قدرت اور ہدایت کی جامع تصویر پیش کرتی ہے۔ شاعر بتاتا ہے کہ اللہ ایک اور یکتا ہے، اس جیسا کوئی نہیں اور اس کی ذات اور صفات ہر قسم کی دوئی سے پاک ہیں۔ کائنات کا ہر ذرہ، ہوا کا ہر جھونکا اور ہر مظہر اللہ کی قدرت اور عظمت کی گواہی دیتا ہے۔

شاعر اعتراف کرتا ہے کہ انسان گناہوں میں مبتلا ہے مگر اللہ سراپا مغفرت اور خطا پوشی ہے۔ انسان کی کمزوری اور گراوٹ بھی اللہ کی رحمت کا سبب بن جاتی ہے، کیونکہ وہ ہر حال میں اپنے بندے کو سہارا دیتا ہے۔

اس حمد میں حضور اکرم ﷺ کے ذریعے اللہ کے کلام کے انسانوں تک پہنچنے کا ذکر بھی ہے، جس سے زمین پر بسنے والوں پر اللہ کی حجت مکمل ہو گئی۔ کفار نے اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش کی، مگر اللہ کا نور ہمیشہ غالب رہا اور مقررہ وقت پر پوری شان سے ظاہر ہوا۔

الغرض، یہ حمد اللہ تعالیٰ کی رحمت، قدرت، وحدانیت اور نور کی ہمہ گیر اور لازوال حقیقت کو مؤثر انداز میں بیان کرتی ہے۔

اشعار کی تشریح ❖

❖ شعر 1:

- پہنچتا ہے ہر اک سے کش کے آگے دور جام اس کا
- کسی کو تشنہ لب رکھتا نہیں ہے لطف عام اُس کا

مفہوم:

اللہ تعالیٰ کی عنایت اور فضل ہر انسان تک پہنچتی ہے، چاہے وہ قریب ہو یا دور۔ اس کا لطف سب پر یکساں ہے اور کوئی ایسا نہیں جو اللہ کے فضل سے محروم رہے۔ اس کی خوشیاں اور نعمتیں سب کے لیے ہیں، کوئی تشنہ لب نہیں رہتا۔

تشریح:

یہ شعر اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت کی وسعت اور عام نوازش کی تعریف کرتا ہے۔ شاعر بتا رہا ہے کہ اللہ کی نعمتیں ہر انسان تک پہنچتی ہیں۔ "کش کے آگے دور جام" کا مطلب ہے کہ اللہ کا فضل بہت وسیع اور لامحدود ہے، اور ہر شخص کی کوشش یا حاجت کے مطابق اس تک پہنچتا ہے۔ چاہے انسان عاجز، کمزور یا دور ہو، اللہ کی رحمت اس تک پہنچتی ہے۔

دوسرا مصرعہ یہ واضح کرتا ہے کہ اللہ کا لطف عام اور سب پر یکساں ہے۔ کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ کے فضل سے محروم رہے۔ "تشنہ لب نہ ہونا" اس بات کی علامت ہے کہ ہر شخص اللہ کے فضل سے مستفید ہوتا ہے اور کوئی بھی محتاج یا محروم نہیں رہتا۔

شاعر کے اس بیان سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ کی عنایت اور رحمت سب کے لیے کھلی اور لامحدود ہے۔ اس کے فضل کے بغیر دنیا میں کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی، اور ہر شے اس کی قدرت میں ہے۔ یہ شعر انسان کو اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور اس کی رحمت پر یقین رکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔

❖ شعر 2:

- گواہی دے رہی ہے اس کی یکتائی پر ذات اس کی
- دوئی کے نقش سب جھوٹے، ہے سچا ایک نام اُس کا

مفہوم:

اس کی ذات کے یکتا ہونے کا چرچا ہر طرف ہے۔ کوئی دوسرا اس جیسا نہیں، اور اس کا نام اس کی سچائی پر گواہ ہے، باقی سب جھوٹے ہیں۔

تشریح:

قرآن میں سورۃ اخلاص میں اللہ کے واحد اور یکتا ہونے کی واضح نشانی بیان کی گئی ہے۔ اللہ ایک ہے، بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا، اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ اس سورۃ کے ترجمے سے اللہ کی یکتائی اور وحدانیت ہر پہلو سے واضح ہے۔ نہ اس جیسی ذات کسی اور کی ہے اور نہ اس جیسی صفات کسی اور میں موجود ہیں۔ وہ بے مثل اور کامل ترین ہے، اس کی ذات ازل سے ہے اور ابد تک باقی رہے گی۔

شاعر بھی اسی حقیقت کو اس شعر میں بیان کر رہا ہے کہ کامل اور یکتا ذات صرف اللہ کی ہے۔ دنیا کے تمام مظاہر، نظام کائنات، زندگی اور موت، سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے۔ کوئی چیز اس کے حکم کے بغیر حرکت یا وجود میں نہیں آسکتی۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو ایک نظم و ضبط کے ساتھ پیدا کیا اور وہی اس نظام کو چلا رہا ہے۔

❖ شعر 3:

- ہر اک ذرہ فضا کا داستاں اس کی سناتا ہے
- ہر اک جھونکا ہوا کا آکے دیتا ہے پیام اُس کا

مفہوم:

کائنات کے ہر ذرے اور ہوا کے ہر جھونکے میں اللہ تعالیٰ کی نشانی اور اس کی عظمت کے آثار موجود ہیں۔ ہر شے اللہ کی قدرت اور حکمت کی کہانی بیان کرتی ہے اور ہر مظہر اس کے وجود اور حکم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

تشریح:

یہ شعر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ہر چیز میں اس کی موجودگی کی تعریف کرتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ کائنات کے ہر ذرے میں اللہ کی طاقت اور حکمت کا پیغام چھپا ہوا ہے۔ "ہر اک ذرہ فضا کا داستاں سناتا ہے" کا مطلب یہ ہے کہ کائنات کے چھوٹے سے چھوٹے ذرے سے لے کر بڑے مظاہر تک سب کچھ اللہ کی صفات اور قدرت کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

دوسرا مصرعہ اس بات کو مزید واضح کرتا ہے کہ ہوا کے ہر جھونکے میں بھی اللہ کا پیغام موجود ہے۔ "ہر اک جھونکا ہوا کا آکے دیتا ہے پیام اُس کا" سے مراد یہ ہے کہ ہر قدرتی مظہر اللہ کی ہدایت اور اس کی صفات کی گواہی دیتا ہے۔ شاعر ہمیں یہ باور کراتا ہے کہ اللہ کی تخلیق ہر جگہ موجود ہے اور ہر چیز اللہ کی قدرت کی علامت ہے۔

یہ شعر انسان کو یہ سبق دیتا ہے کہ وہ ہر شے میں اللہ کی موجودگی اور حکمت کو پہچانے، اور کائنات کے مظاہر کو صرف اتفاق یا قدرتی عمل نہ سمجھے بلکہ اس میں اللہ کی عظمت اور عنایت کو دیکھے۔

❖ شعر 4:

- سراپا معصیت میں ہوں، سراپا مغفرت وہ ہے
- خطا کوشی روش میری، خطا پوشی ہے کام اس کا

مفہوم:

میں ہر طرف گناہوں میں مبتلا ہوں، لیکن اللہ تعالیٰ ہر طرف معافی اور مغفرت والا ہے۔ میری غلطیوں اور خطاؤں کا بوجھ اس کی محبت اور کرم کے ذریعے مٹ جاتا ہے۔ اللہ کی صفت یہ ہے کہ وہ انسان کی خطاؤں کو چھپاتا اور بخش دیتا ہے۔

تشریح:

یہ شعر اللہ تعالیٰ کی رحمت، مغفرت اور خطا پوشی کی تعریف کرتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ انسان گناہوں اور کوتاہیوں میں مبتلا رہتا ہے، یعنی سراپا معصیت ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات سراپا مغفرت ہے۔ یعنی اللہ ہر وقت معاف کرنے والا، رحم کرنے والا اور بندوں کے گناہوں کو دور کرنے والا ہے۔

دوسرا مصرعہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ انسان کی خطائیں اور غلطیاں الگ الگ ہیں، لیکن اللہ کی قدرت اور فضل یہ ہے کہ وہ ان سب کو چھپاتا اور بخش دیتا ہے۔ "خطا کوشی روش میری، خطا پوشی ہے کام اس کا" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی خاصیت یہ ہے کہ وہ انسان کی کوتاہیوں اور خطاؤں کو پردہ ڈال کر انہیں معاف کرتا ہے، چاہے انسان بار بار خطا کرے۔

شاعر اس شعر کے ذریعے یہ سبق دیتا ہے کہ اللہ کی رحمت لامحدود ہے، اور بندہ چاہے جتنا بھی گناہگار ہو، اللہ کی مغفرت ہمیشہ اس کے لیے کھلی ہے۔ یہ شعر انسان کو اللہ کی طرف رجوع کرنے اور توبہ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

❖ شعر 5:

- مری افتادگی بھی میرے حق میں اس کی رحمت تھی
- کہ گرتے گرتے بھی میں نے لیا دامن بے تھام اُس کا

مفہوم:

میری عاجزی اور کمزوری بھی میرے لیے اللہ کی رحمت کا سبب بنی۔ جب میں زندگی میں گر رہا تھا، اللہ نے مجھے اپنے فضل اور عنایت سے سہارا دیا اور مجھے تھام کر سنبھالا۔

تشریح:

یہ شعر اللہ تعالیٰ کی رحمت، مدد اور رہنمائی کی تعریف کرتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ انسان کی کمزوری اور عاجزی، جو اکثر نقص و کمزوری سمجھا جاتا ہے، درحقیقت اللہ کی رحمت کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ "میری افتادگی بھی میرے حق میں اس کی رحمت تھی" کا مطلب یہ ہے کہ انسان جب عاجزی اختیار کرتا ہے اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو یہی اس کے لیے نجات اور مدد کا ذریعہ بنتا ہے۔

دوسرا مصرعہ مزید وضاحت کرتا ہے کہ زندگی میں انسان گرتا رہتا ہے، مشکلات اور آزمائشیں پیش آتی ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قدم پر اس کا سہارا بنتی ہے۔ "کہ گرتے گرتے بھی میں نے لیا دامن ہے تھام اُس کا" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی مدد اور کرم نے انسان کو بچایا اور اسے اپنی رحمت میں محفوظ رکھا۔

شاعر اس شعر کے ذریعے یہ سبق دیتا ہے کہ انسان کی عاجزی اور اللہ پر اعتماد، زندگی کے ہر مرحلے میں اس کے لیے فائدہ مند ہے۔ اللہ کی رحمت ہر کمزوری اور خطا میں بھی انسان کا سہارا بنتی ہے اور اسے سنبھالتی ہے۔

❖ شعر 6:

- ہوئی ختم اس کی حجت اس زمین کے بننے والوں پر
- کہ پہنچایا ہے ان سب تک محمد نے کلام اُس کا

مفہوم:

اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور دلیل ہر انسان تک پہنچ گئی ہے۔ زمین پر موجود ہر انسان پر اس کی حجت مکمل ہو گئی، کیونکہ اللہ کا پیغام اور کلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سب تک پہنچایا گیا۔

تشریح:

یہ شعر اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور حجت کی مکمل اور عام ہونے کی وضاحت کرتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اب زمین پر موجود تمام انسانوں کے لیے اللہ کی حجت یعنی دلیل اور رہنمائی مکمل ہو گئی ہے۔ "ہوئی ختم اس کی حجت اس زمین کے بننے والوں پر" کا مطلب ہے کہ اللہ نے اپنی ذات اور احکام کی وضاحت کے لیے ایسی حجت پیدا کر دی ہے جو سب پر نافذ اور واضح ہے۔

دوسرا مصرعہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ یہ حجت اور اللہ کا کلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے انسانوں تک پہنچایا گیا۔ "کہ پہنچایا ہے ان سب تک محمد نے کلام اُس کا" سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے پیغام کو سب انسانوں تک پہنچانے کا کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، تاکہ ہر شخص اللہ کی ہدایت سے آگاہ ہو اور کوئی بھی دلیل سے محروم نہ رہے۔

اس شعر سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ کی ہدایت انسانوں کے لیے ہر زمانے میں موجود ہے، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس ہدایت کو انسانوں تک پہنچانے کے لیے اللہ کے منتخب پیغمبر ہیں۔

❖ شعر 7:

- بجھاتے ہی رہے پھونکوں سے کافر اس کو رہ رہ کر
- مگر نور اپنی ساعت پر رہا ہو کر تمام اُس کا

مفہوم:

کافر اور مخالفت کرنے والے بار بار اللہ کے نور کو مٹانے کی کوشش کرتے رہے، لیکن اللہ کا نور اپنی مقررہ وقت اور تقدیر کے مطابق مکمل طور پر قائم رہا اور کسی کی طاقت اس پر غالب نہ ہوئی۔

تشریح:

یہ شعر اللہ تعالیٰ کے نور، قدرت اور تقدیر کی عظمت کو بیان کرتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ دنیا میں لوگ اللہ کے نور کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں، اسے چھپانے یا ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ "بجھاتے ہی رہے پھونکوں سے کافر اس کو رہ رہ کر" سے مراد یہ ہے کہ کافر اور مخالفت کرنے والے بار بار کوشش کرتے رہے، لیکن یہ سب ناکام رہے۔

دوسرا مصرعہ یہ واضح کرتا ہے کہ اللہ کا نور اپنی مقررہ ساعت یعنی اللہ کی قدرت اور تقدیر کے مطابق اپنی جگہ مکمل اور قائم رہا۔ "مگر نور اپنی ساعت پر رہا ہو کر تمام اُس کا" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی قدرت اور نور پر کسی کی کوئی دسترس نہیں، وہ وقت مقررہ پر اپنی تمامیت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے اور ہمیشہ قائم رہتا ہے۔

شاعر اس شعر کے ذریعے یہ سبق دیتا ہے کہ اللہ کی طاقت اور نور ہمیشہ غالب رہتی ہے، اور دنیا کی کوئی طاقت اسے مٹا یا کمزور نہیں کر سکتی۔ یہ شعر انسان کو اللہ کی قدرت اور اس کے نور پر ایمان رکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔

Note:

This chapter is designed to provide a solid foundation of knowledge, with the goal of deepening understanding and encouraging further exploration of the subject. The

content has been carefully selected to support effective learning and inspire students to engage with the topic more deeply.

Author: Muhammad Asghar

Purpose: To contribute to education by offering insightful, valuable content that enhances learning and understanding.

Copyright & Usage Policy

© 2026 Muhammad Asghar. All rights reserved.

No part of these notes may be reproduced, redistributed, or used for commercial purposes without explicit written permission from the author. These notes are intended solely for personal study and educational use.